Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 7, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com
Research Article

شاہین بی بی
پی ایچ۔ڈی اسکالر مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر محمد وسیم انجم
پروفیسر اردو، مسلم یوتھ یونیورسٹی ، اسلام آباد

علامہ اقبال کا سفر یورپ منتخب سوانحی کتب تقابلی مطالعہ کی روشنی میں

Shaheen BiBi
PhD Scholar Muslim Youth University, Islamabad
Dr. Muhammad Waseem Anjum
Professor Urdu Muslim Youth University, Islamabad

Allama Iqbal's Journey To Europe: A Comparative Study Of Selected Biographical Works

This research examines Allama Muhammad Iqbal's journey to Europe through a comparative study of five selected biographical works: Zikr-e-Iqbal by Abdul Majeed Salik, Rozgar-e-Faqir by Syed Waheed-ud-Din, Dana-e-Raaz by Syed Nazir Niazi, Allama Iqbal: Shakhsiyat aur Fan by Dr. Rafiuddin Hashmi, and Zinda Rood by Dr. Javed Iqbal. The study explores how these biographers describe Iqbal's European journey, particularly his educational experiences in England and Germany, his intellectual development, and his encounters with Western philosophy, culture, and society. It also examines the role of Sir Thomas Arnold in shaping Iqbal's intellectual outlook and the significance of his studies at Cambridge and the University of Munich. Through a comparative and analytical approach, the research highlights the distinctive perspectives of the selected biographers. While some emphasize Iqbal's academic achievements and philosophical growth, others focus on his personal experiences, social interactions, spiritual reflections, and cultural observations. The study demonstrates that Iqbal's European journey was not merely an educational experience but a formative period that contributed significantly to his intellectual, philosophical, and cultural development. It further reveals how the selected biographies present different yet complementary interpretations of this important phase of Iqbal's life.

Keywords: Allama Muhammad Iqbal, European Journey, Comparative Study, Biographies, Intellectual Development, Western Philosophy, Eastern and Western Thought.

اقبال کی پوری زندگی بنیادی طور پر 1905ء تا 1908ء کے عرصے پر مشتمل ہے۔ انگلستان میں انہوں نے کیمبرج میں فلسفہ پڑھا، لنکنز ان سے قانون کی تعلیم حاصل کی، جبکہ جرمنی میں ہائیڈل برگ اور میونخ سے وابستہ ہوئے اور میونخ یونیورسٹی سے فلسفے میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اقبال کی تعلیم کو پانچویں سوانح نگار محض ڈگریاں حاصل کرنے کا مرحلہ نہیں سمجھتے بلکہ اسے اقبال کی فکری، فلسفیانہ اور ادبی تشکیل کا فیصلہ کن دور شمار کرتے ہیں سیالکوٹ میں مولوی سید میر حسن کی تربیت نے اقبال کو مشرقی علمی روایت سے وابستہ کیا، لاہور میں سر تھامس آرنلڈ نے ان کے فکری اُفق کو وسعت دی اور یورپ سائنس مغربی فلسفے، تہذیب، سیاست اور معاشرت کا براہِ راست مشاہدہ فراہم کیا۔ اقبال کی علمی تشکیل میں

میر حسن اور آرنلڈ دونوں کے کردار کو اقبالیاتی ماخذ نمایاں کرتے ہیں۔
عبدالمجید سالک کے ہاں اقبال کی تعلیم اور یورپ جانے کا واقعہ ارتقائے شخصیت کے ایک اہم مرحلے کے طور پر سامنے آتا ہے۔ سالک کے نزدیک اقبال کی ذہنی صلاحیتیں پہلے ہی نمایاں تھیں، لیکن سر تھامس آرنلڈ کی صحبت نے ان کی صلاحیتوں کو ایک نیا علمی رُخ عطا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ عبدالمجید سالک اقبال کی ٹامس آرنلڈ سے ملاقات کے بارے میں لکھتے ہیں :

" 1895ء میں اقبال لاہور آئے، گورنمنٹ کالج کی بی اے کلاس میں داخل ہوئے اور انگریزی، فلسفہ اور عربی کے مضامین لیے 1897ء میں بی اے نہایت امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ اُس زمانے میں پروفیسر ٹامس آرنلڈ علی گڑھ کالج سے قطع تعلق کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفے کے پروفیسر مقرر ہو گئے تھے۔ ایک تو اقبال کا اپنا رجحان فلسفے کی طرف تھا، اس پر آرنلڈ جیسے نامور فلسفی کی شاگردی کا موقع ملا۔ چنانچہ اقبال نے فلسفے کے ایم۔اے میں داخلہ لے لیا۔ پروفیسر آرنلڈ چند ہی روز میں اقبال کی صلاحیتوں سے ایسے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اقبال سے دوستانہ برتاؤ شروع کر دیا۔ وہ اپنے احباب سے اقبال کی تعریف کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ "ایسا شاگرد اُستاد کو محقق اور محقق کو محقق تر بنا دیتا ہے۔" 1

سالک کے بیان میں آرنلڈ محض ایک اُستاد نہیں بلکہ اقبال کے لیے مشرق و مغرب کے درمیان فکری پُل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آرنلڈ نے اقبال کے فلسفیانہ استعداد کو پہچانا اور انہیں مغربی جامعات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی طرف راغب کیا، یہی وہ مرحلہ ہے جہاں اقبال کی تعلیم روایتی مشرقی علمی ماحول سے نکل کر جدید مغربی فلسفے سے براہِ راست وابستہ ہوتی ہے۔

1905ء میں اقبال انگلستان پہنچے اور کیمبرج سے وابستہ ہوئے وہاں فلسفے کے ساتھ ساتھ قانون کی تعلیم بھی حاصل کی۔ کیمبرج میں مغربی فلسفیانہ مباحث سے ان کی واقفیت مزید گہری ہوئی۔ ٹرنیٹی کالج کیمبرج کے بارے میں سالک صاحب لکھتے ہیں کہ

" ۱۹۰۵ء میں اقبال احباب کی نیک خواہشوں اور بزرگوں کی دعاؤں سے لدے پھدے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یورپ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچتے ہی کیمبرج یونیورسٹی کے ٹرنٹی کالج میں داخل ہو گئے۔ بڑے بڑے باکمال اساتذہ کو اس ہندی نوجوان کی امتیاز و قابلیتوں کے باعث اس سے خاص لگاؤ پیدا ہو گیا۔ مشہور معلم و فلسفی پروفیسر میک ٹیگرٹ سے اقبال نے اپنے مخصوص مضمون یعنی فلسفے کے متعلق بہت کچھ سیکھا۔ پروفیسر براؤن اور پروفیسر نکلسن سے ملاقاتیں ہوئیں۔ عربی و فارسی کی تحصیل و تحقیق کا ذوق و شوق از سرِ نو تازہ ہو گیا اور اقبال نے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے ایران کے فلسفہ مابعد الطبیعی کا مضمون منتخب کیا اور قرار پایا کہ یہ ڈگری میونک (جرمنی) یونیورسٹی سے حاصل کی جائے۔"2

اس سلسلے میں سالک صاحب نے بڑے دلچسپ واقعات بیان کیے ہیں وہ لکھتے ہیں :

"۲۸ اگست کو اقبال میونک گئے۔ اس سے قبل انہوں نے اپنے اولین اسباق میونک ہی میں حاصل کیے تھے اور پروفیسر ران کی حسین وطرح دار بیٹی اُن کی معلم و اتالیق رہی تھی۔ جب اقبال دوسرے طلبہ کے ساتھ پروفیسر ران سے ملنے گئے تو دورانِ ملاقات میں ان کی صاحبزادی نے اقبال کا امتحان لینے کی غرض سے بعض سوالات کیے اور اگرچہ اقبال ہائیڈل برگ میں رہ کر مزید بہت کچھ سیکھ چکے تھے لیکن اس کے باوجود اس خوبصورت معلمہ نے اپنے اعتراضات سے اقبال کو خاصا پریشان کیا۔ اس کے بعد وہ حسینہ پیانو پر جا بیٹھی اور موسیقی کے بعض نسخے ایسی خوبی سے گائے کہ سب لوگ اس کے فنی کمالات پر دنگ رہ گئے۔ اسی معلمہ کے زیرِ نگرانی اقبال نے اپنا وہ مشہور مقالہ مرتب کیا تھا جس پر انہیں میونک یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی تھی۔"3

اس تناظر میں اقبال کا یورپ جانا محض حصولِ تعلیم کا واقعہ نہیں بلکہ مشرقی تربیت سے مغربی فلسفیانہ تجربے کی طرف منتقلی تھا۔ یہیں اقبال کے یورپی سفر کو ان کی شخصیت کے فکری ارتقاء سے جوڑتے ہیں، انگلستان میں فلسفہ اور قانون کی تعلیم کے ساتھ اقبال کو مغربی تہذیب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس تجربے نے ان کے اندر مشرق و مغرب کے تقابلی شعور کو مزید گہرا کیا۔ یوں ممالکِ وہاں تعلیم، مغربی فلسفے سے واقفیت اور یورپی تہذیب کا مشاہدہ اور فکری وسعت ایک مربوط سلسلہ بن جاتا ہے۔

"روزگارِ فقیر" میں اقبال کی زندگی کے واقعات کا انداز زیادہ یادداشتی، شخصی اور مشاہداتی ہے۔ اس لیے یورپ کے قیام کا بیان بھی صرف تعلیمی کامیابیوں کی فہرست نہیں رہتا بلکہ اقبال کی شخصیت، تعلقات اور ذہنی تبدیلیوں کے حوالے سے سامنے آتا ہے۔ سید وحید الدین اقبال کے لندن کے قیام کے دوران ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب کو لندن کے ایک اجتماع میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ جہاں صرف اسلامیات کے متعلق تقریریں ہو رہی تھیں۔ اس اجتماع میں مختلف نسلوں کے تعلیم یافتہ لوگ موجود تھے۔ لوگوں کے اصرار پر حکیم الامت نے بھی ایک تقریر کی جس میں انہوں نے اسلام کے اصولوں پر روشنی ڈالی۔ جب وہ تقریر ختم کر چکے تو ایک انگریز ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا آپ نے اپنی تقریر میں جو کچھ کہا اگر یہی اسلام ہے تو ہم سب مسلمان ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ کسی کو برسرِ عام یہ بات کہنے کی ہمت نہیں ہوتی۔"4

اقبال سفر یورپ کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب جب ہندوستان کے سیاسی مستقبل پر غور وخوض کرنے کے لیے لندن میں منعقد ہونے والی دوسری اور تیسری گول میز کانفرنسوں میں شرکت کے لیے انگلستان کا سفر کیا تو سید احمد علی بھی ایک باران کے رفیقِ سفر رہے۔ دوسری گول میز کانفرنس لندن میں ستمبر ۱۹۳۱ء کو شروع ہوئی اور یکم دسمبر 1941ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ تیسری گول میز کانفرنس ۱۷ نومبر ۱۹۳۲ء کو شروع ہوئی اور ۲۴ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ختم ہوگئی، ڈاکٹر سر محمد اقبال ان میں مسلمانانِ ہند کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے اور سید احمد علی مسلم ڈیلی گیشن کے آنریری سکرٹری کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں شریک رہے۔" 5

وحیدالدین اقبال کے یورپ جانے کو محض تعلیمی سفر کے طور پر نہیں دیکھتے بلکہ ان کے شخصی ، فکری اور تہذیبی تجربے کے طور پر پیش کرتے ہیں ۔ روزگارِ فقیر کے بیان کے مطابق اقبال انگلستان میں رہتے ہوئے فلسفہ اور قانون کی تعلیم میں والہانہ رہے ۔ ان کی علمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ وہاں کے علمی ماحول اور اہل علم سے تعلقات بھی خصوصی اہمیت رکھتے ہیں بالخصوص سر تھامس آرنلڈ سے اقبال کی وابستگی کو بہت اہم سمجھا جا سکتا ہے ۔

روزگارِ فقیر میں اقبال کے یورپ سے متعلق واقعات بیان کرتے ہوئے بالخصوص انگلستان ، یورپ کے علمی ماحول ، اقبال کے فکری تجربات اور واپسی کے بعد ان کے ذہنی و روحانی احساسات کو اہمیت دی گئی ہے ۔ وحیدالدین کا اندازِ روایتی سوانح نگار کی طرح خشک اور زمانی نہیں بلکہ واقعات اقبال کی شخصیت اور باطنی کیفیت کے ساتھ گہرا ربط رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ کتاب اقبال کی زندگی کے شخصی اور نجی پہلوؤں کے مطالعے میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ وحیدالدین نے اقبال کے یورپ سے واپسی کے بعد کا ایک نہایت مؤثر واقعہ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"اقبال کے یورپ سے واپسی پر وحیدالدین کے والد کی ان سے ملاقات ہوئی۔ گفتگو کے دوران نجم الدین نے اقبال سے کہا کہ آپ یورپ کے علاوہ مصر اور فلسطین بھی گئے، کاش واپسی پر روضۂ رسول کی زیارت بھی کر لیتے۔ اس بات کا اقبال پر گہرا روحانی اثر ہوا وحیدالدین کے مطابق اقبال کی کیفیت بدل گئی اور انہوں نے رنج وعقیدت کی کیفیت میں کہا، "فقیر میں کس منہ سے روضۂ اطہر پر حاضر ہوتا۔"6

یہ واقعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ وحید الدین کے نزدیک اقبال کا یورپی سفر صرف علمی اور فکری نہیں بلکہ اس کے بعد اقبال کے اندر مذہبی اور روحانی احساسات مزید گہرے ہو گئے۔ اقبال کے قیام یورپ کے ضمن میں وحیدالدین کا نقطہ نظر دوسرے سوانح نگاروں سے مختلف محسوس ہوتا ہے۔ وہ یورپ کو صرف تعلیمی مرحلہ قرار نہیں دیتے بلکہ اس سفر کے اقبال کی شخصیت، فکر اور روحانی احساسات پر جو اثرات پڑے، ان کو واقعات کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ وحیدالدین کے بیان میں اقبال کے یورپی تجربے کو سمجھنے کے لیے ان کے مغربی معاشرے کے مشاہدے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اقبال نے یورپ میں جدید تعلیم، سائنس، فلسفہ، سیاسی نظام اور معاشرتی زندگی کو قریب سے دیکھا۔

بعد کی اقبال شناسی میں بھی یورپ کے قیام کو ان کی فکری تشکیل کے اہم عوامل میں شمار کیا جاتا ہے۔ یوں روزگارِ فقیر میں قیام یورپ کو "اقبال کی زندگی کا ایسا موڑ بن کر سامنے آتا ہے جہاں مشرقی روحانیت اور مغربی علم وفلسفہ باہم متصادم ہونے کے بجائے اقبال کی فکری شخصیت میں ایک نئے ترکیب کی صورت اختیار کرتے ہیں۔

سید نذیر نیازی کی "دانائے راز" میں اقبال کے قیامِ یورپ (1905ء تا 1908ء) کو اقبال کی تشکیلِ کا ایک انقلابی اور فکری تشکیل کا دور قرار دیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک اقبال کا سفرِ یورپ صرف اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے نہیں تھا بلکہ اس سے اقبال کے شعور، فکر اور شاعری کو نئی سمت عطا ہوئی۔ نیازی کے نزدیک اقبال کا انگلستان جانا ایک ایسے طالب علم کا سفر تھا جو پہلے ہی مشرقی علم و فلسفہ اور ادب سے واقف تھا، مگر اب وہ مغربی فکر کے اصل سرچشموں تک پہنچنا چاہتا تھا۔

دانائے راز میں تھامس آرنلڈ کا ذکر خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ نیازی کے نزدیک آرنلڈ وہ شخصیت تھے جنہوں نے اقبال کی ذہانت کو پہچانا اور انہیں جدید علمی دنیا سے متعارف کرایا۔

اس سلسلے میں نذیر نیازی لکھتے ہیں:

"آرنلڈ نے محمد اقبال کے لیے مغربی فلسفہ، مغربی علم وادب اور مغربی تمدن کے خزانے کھول دیے ۔ وہ مغرب سے شناسا ہوئے تو آرنلڈ کی بدولت۔یوں میر حسن کے زیرِ تربیت اگر محمد اقبال نے مشرق بالخصوص اسلامی، مشرق اور اسلام کی روح اور مزاج کو سمجھا تو آرنلڈ کی زیرِ تعلیم قرب کے دل و دماغ کو۔ محمد اقبال کو آرنلڈ کی ذات میں ایک نہایت شفیق اور مہربان استاد ہی نہیں بلکہ ، آرنلڈ ان کے بزرگ اور دوست بھی تھے۔ یہ آرنلڈ ہی کی توجہ اور کاوش تھی جس نے محمد اقبال کو دانشِ حاضر کی نزاکتوں اور گہرائیوں سے آگاہ کیا۔"7

یوں "دانائے راز" میں اقبال کا قیامِ یورپ کو ان کی علمی و فکری زندگی کے ایک فیصلہ کن مرحلے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ نیازی کا ہاں انگلستان کا قیام اقبال کے لیے فلسفے اور قانون کی اعلیٰ تعلیم، مغربی تہذیب سے براہِ راست تعارف اور جدید فکری مباحث سے وابستگی کا مرحلہ ہے جبکہ جرمنی کا سفر اس علمی تجربے کو فلسفیانہ اور تحقیقی گہرائی عطا کرتا ہے۔ سر تھامس آرنلڈ سے اقبال کی مسلسل علمی وابستگی اس پورے سفر میں ایک اہم ربط کا کام کرتی ہے۔ اقبال لندن میں آرنلڈ سے باقاعدگی سے ملاقات کرتے اور اہم معاملات میں اُن سے مشورہ کرتے تھے۔ ہائیڈل برگ میں جرمن زبان کا حصول اور میونخ یونیورسٹی میں فلسفے کے تحقیقی مقالے اور زبانی امتحان کی تکمیل نے اقبال کو یورپی سفر کو باقاعدہ علمی و تحقیقی کامیابی میں بدل دیا۔ اس طرح نیازی کے مطابق انگلستان اقبال کے لیے مغربی علمی و تہذیبی دنیا سے وسیع تعارف کا ذریعہ اور جرمن ادب سے شناسائی اور تحقیقی پختگی کا مرکز بن کر سامنے آتا ہے۔

"علامہ اقبال: شخصیت اور فن از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی" میں اقبال کے قیامِ یورپ کو صرف سوانحی واقعات کی ترتیب کے طور پر نہیں اقبال کی فکری تشکیل، مغرب کے مشاہدے اور ان کے فکری انقلاب کے پس منظر کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ یہ کتاب 2008 میں ایک اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد سے شائع ہوئی اس کتاب کے ابواب میں "جہاں تازہ کی افکار تازہ سے ہے نمود، قافلہ حجاز میں اور رقم با تماشائے خرابات فرنگ" جیسے عنوانات بھی شامل کیے گئے ہیں جن سے ہاشمی کے زاویہ نظر کی سمت واضح ہوتی ہے۔

ہاشمی کے بیان میں اقبال کا یورپ جانا ان کی سابقہ علمی زندگی کا تسلسل ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور میں حاصل ہونے والی تعلیم خصوصا میر حسن اور سر تھامس آرنلڈ کی علمی تربیت، اقبال کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جہاں وہ مغربی فلسفے اور جدید علوم کا براہ راست مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

اقبال کے لندن میں قیام کے بارے میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"لندن میں اقبال 21 نومبر تک مقیم رہے 4 نومبر کو انڈیا سوسائٹی کے علمی جلسے میں آپ نے ایک عالمانہ خطبہ دیا اور فارسی شاعری کا ایک حصہ بھی سنایا۔ 6 نومبر کو ان کے اعزاز میں اقبال لٹریری ایسوسیشن کی طرف سے ایک استقبالیہ لندن کے ہوٹل والڈروف میں منعقد ہوا سر عبدالقادر کی صدارت میں یہ ایک یادگار اجتماع تھا۔ ڈاکٹر نکلسن نے اپنی تعارفی تقریر میں اقبال کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اقبال نے دنیا کو ایک ایسا پُرامید پیغام دیا ہے، جو اسے یاس و نا امیدی کی حالت سے نکال سکتا ہے۔ آپ نے دنیا کے سامنے اس کے ذہنی، اقتصادی اور معاشرتی مسائل کی کلید پیش کی ہے۔ آپ کی ساری حیات ادبی اس بے پناہ ملحدانہ مادیت کے خلاف ایک جرات آموز جہاد ہے، جس نے قوم پرستی کے لباس میں مغرب کی تمام قوتوں کو اپنا غلام بنا رکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عصر حاضر کے کسی مصنف نے اس جہاد میں آپ سے زیادہ جسارت سے کام نہیں لیا۔ آپ کے تمام مداحوں کی دلی دعا ہے کہ آپ مدت دراز تک علم و دانش کا نور

پھیلاتے رہیں۔ مسٹر نائیڈو نے اقبال کو "ایشیا کا ملک الشعراء" قرار دیتے ہوئے کہا: میرے نزدیک اقبال اس متحدہ ہندوستان کا نشان ہیں جس پر دنیا کی امید اور امن عالم کا قیام ہے۔"8

مزید لکھتے ہیں:

"18 نومبر کو اقبال کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کیمبرج میں منعقد ہوا۔ یہاں اقبال کے بعد اساتذہ (پروفیسر ڈکسن اور پروفیسر سارلے) کے علاوہ یونیورسٹی کے کچھ اور اساتذہ بھی موجود تھے اس موقع پر پروفیسر سارلے، ڈاکٹر نکلسن اور ڈاکٹر لیوی نے بھی مختصر تقریریں کیں۔ اقبال نے کیمبرج میں زیر تعلیم نوجوانوں کو دہریت اور مادیت سے بچنے کی تلقین کی اور کہا کہ اہل یورپ کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے مذہب و حکومت کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اس طرح ان کی تہذیب، روح اخلاق سے محروم ہو گئی اور اس کا رخ دہر باز مادیت کی طرف پھر گیا۔"9

کیمرج اقبال کی علمی زندگی میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے جہاں انہیں ایسے فلسفانہ ماحول سے واسطہ پڑا جس نے ان کے سابقہ علمی مطالق کو نئی سمت دی۔ ہاشمی کے ہاں اس دور کی اہمیت اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ اقبال مغربی فلسفے سے متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ اسے تنقیدی نگاہ سے پرکھنے لگے۔ اقبال نے فلسفے کے ساتھ قانون کی تعلیم بھی حاصل کی اور لنکفران سے وابستہ ہوئے اس طرح انگلستان کا قیام صرف فلسفانہ تعلیم تک محدود نہیں رہا بلکہ قانونی اور عملی علوم سے بھی ان کا تعلق قائم ہوا۔ یہ پہلو اقبال کے بعد کی عملی زندگی کو سمجھنے میں بھی اہم ہے کیونکہ ہندوستان واپس آ کر انہوں نے وکالت اختیار کی۔ ہاشمی کے بیان کے مطابق جرمنی کا مرحلہ انگلستان کے مقابلے میں زیادہ فلسفیانہ اور تحقیقی اہمیت رکھتا ہے۔ اقبال انگلستان سے جرمنی گئے اور ہائیڈل برگ میں قیام کیا۔ ہائیڈل برگ کا ماحول اقبال کے لیے اس لیے بھی اہم تھا کہ یہاں ان کی جرمن زبان و ادب سے واقفیت بڑی اور گوئٹے سے ان کی دلچسپی کو تقویت ملی جرمنی میں اقبال نے میونخ یونیورسٹی سے فلسفے میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے مقالے کا عنوان (The development of Metaphysies in ersia) اقبال کی علمی زندگی کا ایک اہم سنگ میل تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں قیام کے دوران اقبال نے محض مغربی فلسفہ پڑھا نہیں بلکہ اسلامی و ایرانی فلسفیانہ روایت کو بھی علمی و تحقیقی انداز میں پیش کیا۔ یہاں ہاشمی کے نقطہ نظر کی ایک اہم خصوصیت سامنے آتی ہے کہ اقبال کا مغربی علمی تجربہ انہیں اپنی مشرقی فکری روایت سے دور نہیں کرتا بلکہ وہ مشرق اور مغرب دونوں کو ایک وسیع فکری تناظر میں دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ رفیع الدین ہاشمی کے ہاں اقبال کا قیام یورپ ان کی شخصیت اور فکر کی تشکیل کا ایک فیصلہ کن مرحلہ ہے۔ انگلستان میں قیام نے اقبال کو جدید مغربی فلسفے، قانون اور برطانوی تہذیب سے براہ راست آشنا کیا، جب کہ جرمنی میں قیام نے ان کے فلسفیانہ اور ادبی شعور کو زیادہ گہرائی عطا کی۔ ہائیڈل برگ میں جرمن زبان و ادب سے شناسائی اور میونخ میں فلسفے کی تحقیق نے اقبال کے علمی سفر کو ایک باقاعدہ تحقیقی مرحلے میں داخل کیا۔ یوں ہاشمی کے بیان میں یورپ اقبال کے لیے محض مغربی تہذیب سے مرعوب ہونے کی جگہ نہیں بلکہ مشرقی فکری روایت اور مغربی فلسفے کے تقابلی مطالعے کا میدان بن کر سامنے آتا ہے۔

"زندہ رود" از ڈاکٹر جاوید اقبال میں اقبال کے قیام یورپ کو ان کی شخصیت اور فکر کی تشکیل کے نہایت اہم مرحلے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اقبال سن 1905 میں انگلستان گئے۔ اس وقت تک سیالکوٹ اور لاہور میں ان کی علمی بنیاد مضبوط ہو چکی تھی۔ مولوی میر حسن نے ان کی ابتدائی علمی تربیت کی اور لاہور میں سر تھامس آرنلڈ کی صحبت نے ان کے فکری افق کو وسیع کیا۔ چنانچہ یورپ کا سفر اقبال کی علمی زندگی کا اچانک آغاز نہیں بلکہ پہلے سے جاری فکری ارتقا کا اگلا مرحلہ تھا۔ جاوید اقبال کی سوانح نگاری میں یورپ کے واقعات کو اقبال کی شخصیت کے تشکیلی دور سے مربوط کر کے دیکھا گیا ہے۔ اس لیے یورپ کے واقعات محض سفری احوال نہیں بلکہ ان کے فکری اثرات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے "زندہ رود" کا باب نمبر 7 یورپ کے نام سے لکھا ہے اس میں اقبال کے قیام یورپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اقبال 25 ستمبر سن 1905 کو کیمرج پہنچے۔ کیمرج یونیورسٹی کے قواعد و ضوابط کے مطابق ٹرینٹی کالج میں ان کے داخلے کا انتظام غالباً پہلے ہی سے بذریعہ آرنلڈ ہو چکا تھا کیمبرج میں اقبال نے 17 پُرتگال پیلش پر سکونت اختیار کی۔ کیمرج یونیورسٹی کا اکادمی سال مائیکلمس ٹرم یعنی یکم اکتوبر سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اقبال کا یونیورسٹی میں رہائشی سال اسی ٹرم سے شروع ہوا۔"10

کیمبرج میں قیام کے دوران اقبال تصوف کے مسائل پر طویل بحث و مباحثے بھی کرتے تھے۔ کیمرج میں قیام کے دوران آپ وجودی تصوف کی طرف مائل تھے۔ کیمرج میں رہائش کے دوران اقبال کا ایک بڑا مسئلہ ذبیحہ گوشت کا انتظام بھی تھا۔ اس سلسلے میں جاوید اقبال اقبال کی زبانی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

"جب میں انگلستان گیا تو میں نے ڈاکٹر آرنلڈ صاحب سے یہ خواہش ظاہر کی کہ میرے قیام کا انتظام ایسے گھر میں کروادیا جائے جہاں ذبیحہ کا خاص انتظام ہو۔ یورپ میں صرف یہودی اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے کہ صرف اپنا ذبیحہ کھائیں۔ چنانچہ ایک اچھے یہودی کے گھر میں میری رہائش کا انتظام کروادیا گیا۔ ان لوگوں میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اپنی نماز باقاعدہ پڑھتے تھے۔ جب میں گھر میں ہوتا تو میں بھی شریک ہو جاتا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ مسلم ہونے کی وجہ سے حضرت موسیٰ میرے بھی پیغمبر ہیں اور میں ان کی روش پر چل سکتا ہوں لیکن کچھ عرصے بعد میرا دل ان لوگوں کی طرف کھٹا ہو گیا۔ مجھے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ہر اس چیز میں، جس کی مجھے ضرورت ہوتی تھی، اور جس کو میں ان کے ذریعے منگواتا تھا، یہ لوگ دکانداروں سے کمیشن لیا کرتے تھے۔ ان کی اسی ایک عادت نے ان کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیا۔"11

اسی طرح اقبال طہارت کا کس قدر خیال رکھتے۔ کیمبرج میں رہائش کے دوران اقبال کی طہارت کا ایک دلچسپ واقعہ جاوید اقبال جاوید اقبال اپنے والد کی زبان سے ہی ان کے واقعات بیان کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

اقبال کہتے ہیں:

"میں جب طالب علمی کے سلسلے میں انگلستان گیا تو میرا لوٹا میرے ساتھ تھا۔ میں جب کبھی رفع حاجت کے لیے غسل خانے جاتا تو میرا لوٹا میرے ساتھ ہوتا۔ چند روز اسی طرح گذر گئے۔ آخر میری میزبان یعنی مالکہ مکان سے رہا نہ گیا مجھ سے پوچھنے لگیں، یہ چیز تم غسل خانے میں کیوں لے جاتے ہو؟ میں نے کہا، اسلامی طہارت کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ قضائے حاجت کے بعد صرف کاغذ یا مٹی کے ڈھیلے کا استعمال کافی نہیں ہے۔ بلکہ پانی سے استنجا کرنا ضروری ہے، چنانچہ اس موضوع پر گفتگو شروع ہوئی، میں نے اس کے سامنے طہارت اور غسل کے اسلامی اصول بیان کیے۔"12

زندہ رود میں لندن کے قیام کے دوران اقبال کی شخصیت کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ علمی اعتبار سے سنجیدہ تھے، لیکن ان کے اندر ظرافت اور حاضر جوابی بھی موجود تھی۔ عطیہ فیضی سے متعلق بیان میں اقبال کی پہلی ملاقات اور لندن کی محفلوں کا ذکر آتا ہے۔ لندن کے بعض معاشرتی اجتماعات میں اقبال کی شرکت کا ذکر کیا گیا ہے، مگر وہ ہر قسم کی ظاہری معاشرتی نمائش سے متاثر نہیں ہوتے تھے۔

اس سے جاوید اقبال کے ہاں ایک ایسا اقبال سامنے آتا ہے جو مغرب کو خود دیکھ رہا ہے مگر اس سے مرعوب نہیں ہوتا۔

انگلستان میں قیام کے دوران ہی اقبال کی توجہ جرمنی کی طرف ہوئی۔ جرمنی جانے کا ایک بنیادی مقصد یہ تھا کہ اقبال اپنے فلسفیانہ مطالعے کو مزید آگے بڑھائیں اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کریں۔

اقبال کے جرمنی کے سفر کے بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"لندن میں قیام کے دوران 19 جون 1907ء کو آرنلڈ نے اقبال اور عطیہ فیضی کو اپنے گھر عشائیے پر مدعو کیا۔ اثنائے گفتگو میں آرنلڈ نے بتایا کہ وہ اقبال کو جرمنی بھیجنا چاہتے ہیں کیونکہ وہاں بعض ایسے نایاب عربی مسودات دریافت ہوئے ہیں، جن کو پڑھ کر سمجھنے کی ضرورت ہے اور وہ اس کام کے لیے موزوں ہیں - اقبال نے اس کام کو کرنے کی حامی بھر لی۔ اگلی شام وہ کچھ عربی اور جرمن کتب لے کر عطیہ فیضی کے مکان پر پہنچے اور تین گھنٹے تک انہیں وہ کتابیں پڑھ کر سناتے رہے۔ عطیہ فیضی کے خیال میں وہ جرمن فلسفیوں کے افکار سے متاثر لگتے تھے 13 "-

ہائیڈل برگ اقبال کی پوری زندگی کا انتہائی اہم مقام ہے - "زندہ رود" میں اقبال کے ہائیڈل برگ کے ارد گرد کے علاقوں کی سیر، باغات میں جانا اور مقامی ماحول سے لطف اندوز ہونے کے واقعات ملتے ہیں۔ یہ واقعات اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہائیڈل برگ میں اقبال کی شخصیت میں ایک خاص بے تکلفی اور خوش مزاجی پیدا ہوئی تھی - اقبال کے ہائیڈل برگ کے سفر کے بارے میں جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"اقبال جولائی 1907ء کے تیسرے ہفتے میں ہائیڈل برگ چلے گئے، فرانس کے شمال مشرقی حصے کو طے کرتے ہوئے جرمنی میں داخل ہوئے۔ ہائیڈل برگ جا کر وہ جرمن زبان سیکھنا چاہتے تھے تاکہ میونخ یونیورسٹی میں اپنے تحقیقی مقالے کے بارے میں زبانی امتحان جرمن زبان میں دے سکیں۔" 14

ہائیڈل برگ کے بارے میں جاوید اقبال بتاتے ہیں :

" ہائیڈل برگ ایک چھوٹا سا یونیورسٹی شہر ہے ۔ جس کے درمیان میں سے دریائے نیکر گزرتا ہے ۔ اردگرد جنگلوں سے لدی پہاڑیاں ہیں جن میں سے بعض کی چوٹیوں پر پرانے جرمن قلعے ہیں ۔ یہ شہر اپنی سیر گاہوں ، پھلوں کے باغات اور پھولوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ ہر سمت خاموشی طاری رہتی ہے، جس میں صرف دریا کے بہتے پانی کی آواز ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ یونیورسٹی کی عمارت بھی ایک پہاڑی پر واقع ہے ۔ دریا کے کنارے کنارے دور تک سیر گاہیں ہیں۔ نیز شہر یا یونیورسٹی کے ہوسٹلوں کے قریب دریا کے ساتھ ساتھ نہایت خوبصورت قہوہ خانے ہیں۔ اقبال نے ہائیڈل برگ میں تقریباً چار ماہ یعنی ۲۵ جولائی سے لے کر 5 نومبر ۱۹۰۷ء تک قیام کیا اور اس دوران میں پرائیویٹ طور پر جرمن زبان اور ادب کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔"15

مزید لکھتے ہیں :

"اقبال کی زندگی کے بہترین لمحے ہائیڈل برگ میں گزرے۔ وہ یہاں بے حد خوش اور بے تکلف تھے۔ ہر کام میں بچوں کی طرح شریک ہوتے۔ ہر بات میں دلچسپی لیتے۔ وہ طلبہ میں نہایت ذہین سمجھے جاتے تھے ہائیڈل برگ میں قیام کے دوران اقبال کچھ فاصلے پر واقع میونخ جاتے رہتے تھے۔ میونخ نسبتاً بڑا شہر ہے اور اپنے کلیساؤں، عجائب گھروں اور کتب خانوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ اقبال کا تعلق میونخ یونیورسٹی سے بھی تھا کیونکہ انہوں نے اس یونیورسٹی میں اپنا تحقیقی مقالہ پیش کر رکھا تھا اور پی ایچ ڈی کے زبانی امتحان کے لیے انہیں یہیں آنا تھا۔ میونخ میں وہ پروفیسر ران اور ان کے بیٹی فراولین ران سے بھی جرمنی زبان و ادب اور فلسفے سے شناسی کے سلسلے میں رہبری لیتے رہے۔16

جاوید اقبال "زندہ رود" میں اقبال کے قیامِ یورپ کو ان کے تشکیلی دور کا بنیادی واقعہ قرار دیا ہے۔ انگلستان میں کیمبرج کی علمی فضا، فلسفے اور قانون کی تعلیم اور لندن کی معاشرتی زندگی نے اقبال کے ذہنی افق کو وسعت دی، جب کہ جرمنی کا قیام ان کے لیے فلسفیانہ، ادبی اور تحقیقی اعتبار سے زیادہ گہری معنویت رکھتا ہے۔ ہائیڈل برگ میں جرمن زبان و ادب سے شناسی، مقامی ماحول سے قربت اور جرمن اہلِ علم سے تعلق نے اقبال کی شخصیت کے ایک نسبتاً بے تکلف اور خوش مزاج، پہلو کو سامنے لایا، جبکہ میونخ میں فلسفے کی ڈاکٹریٹ نے ان کے یورپی علمی سفر کو باقاعدہ تحقیقی تکمیل عطا کی۔ یوں زندہ رود میں یورپ کا سفر محض جغرافیائی نقل مکانی نہیں بلکہ اقبال کے فکری، فلسفیانہ اور تہذیبی شعور کی تشکیل کا اہم ترین مرحلہ بن کر سامنے آتا ہے۔

یوں پانچ منتخب سوانحی کتب کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال کا یورپی قیام ان کی علمی زندگی کا محض ایک خارجی واقعہ نہیں بلکہ ان کی فکری شخصیت کی تشکیل کا بنیادی مرحلہ تھا۔ عبدالمجید سالک کے ہاں اس سفر کی معنویت علمی اور فکری ارتقاء میں ہے۔ فقیر سید وحیدالدین کے ہاں ذاتی یادداشت اور مشاہدے کے سبب یورپی زندگی کا انسانی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ سید نذیر نیازی اسے اقبال کے فکری و روحانی ارتقاء سے مربوط کرتے ہیں، رفیع الدین ہاشمی سابقہ روایات کو تحقیقی و تنقیدی زاویے سے دیکھتے ہیں۔

جبکہ جاوید اقبال انگلستان اور جرمنی قیام کو اقبال کے تشکیل دور کے مربوط مراحل قرار دیتے ہیں۔ انگلستان میں کیمبرج کی علمی فضا، فلسفے اور قانون کی تعلیم اور برطانوی تہذیب کا مشاہدہ اقبال کے ذہنی افق کو وسیع کرتا ہے، جب کہ جرمنی میں ہائیڈل برگ کا قیام، جرمن زبان و ادب سے شناسائی اور میونخ میں فلسفے کی تحقیق ان کے فکری ارتقاء کو زیادہ گہرائی عطا کرتی ہے۔ اس طرح انگلستان اقبال کے لیے مغربی تہذیب سے وسیع تعارف کا مرحلہ اور جرمنی فلسفیانہ و ادبی نمق کا مرحلہ بن کر سامنے آتا ہے۔

حوالہ جات

1. عبدالمجید سالک، ذکر اقبال، لاہور: بزم اقبال، طبع دوم، 1983ء، ص 28
2. ایضاً، ص 56
3. ایضاً، ص 68
4. وحید الدین، سید، روزگارِ فقیر، لاہور: لائن آرٹ پریس، 1963ء، ص 54
5. ایضاً، ص 132
6. ایضاً، ص 145
7. نذیر نیازی، سید، دانائے راز، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1979ء، ص 114، 115
8. رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، علامہ اقبال: شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 2008ء، ص 163
9. ایضاً، ص 166
10. جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2004ء، ص 241
11. ایضاً، ص 141
12. ایضاً، ص
13. ایضاً، ص 145
14. ایضاً، ص 146
15. ایضاً، ص 146
16. ایضاً، ص 147